OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

مکی عہد نبوی کے وفود کی دعوتی خدمات: ایک تجزیاتی مطالعہ

Invitational Services for the Delegations of the Prophet in Meccan Period: An Analytical Study

Dr. Tahir Aslam

Assistant Professor, Mirpur University of Science & Technology (MUST) Mirpur A.K

Dr. Asghar Ali Khan

Assistant Professor, Mirpur University of Science & Technology (MUST) Mirpur A.K

Abid ul Hassan

M.Phil. (Islamic Studies), Mirpur University of Science & Technology (MUST) Mirpur A.K

Abstract

The chain of Da'wah to Allah continues from Adam (A.H). The preaching of the Oneness of Allah has been the first duty of the Holy Prophets. The Holy Prophet ﷺalso adopted the same duty and continued to preach Islam day and night. For this, He prepared his followers in a good way and also told them the method of preaching Islam to others. He who is guided by the Prophet of Allah does not need to be guided by anyone else. The Companions used to learn the style of preaching and convey this message to others in the best way. If we take a closer look at the time of the Prophetﷺ , it was a difficult stage in which all kinds of enemies were present. Those who took the name of Islam could not be tolerated under any circumstances. In the time of the Prophet ﷺthe work of da'wah required great wisdom. The infidels of Makkah wanted to convert Muslims from Islam in every possible way. And they wanted to keep the same outdated system by practicing their religion. But the

CC BY

Companions of the Holy Prophet ﷺ who received the title of the Al.Sabiqoon Awaloon faced all sorts of problems and lit the candle of Islam which soon spread the light of Islam all over the world. The individual and collective efforts of the Companions in spreading Islam in the beginning of Islam cannot be forgotten. The Companions did not spare any effort to spread the religion of the Prophet ﷺ at the expense of their family, tribe and the infidels of Makkah.The Companions continued to perform this duty with full perseverance as per the instructions of the Holy Prophet ﷺ .But the Prophet ﷺtaught his followers the method of Da'wah in such a way that they followed it and spread Islam to the world. This article gives an overview of the delegations that came from different parts of the world during the Makki erra. What was the attitude of the Prophet ﷺ towards these delegations and what teachings should he give to those whom he sent to other areas?- Even in this age, relations with other countries can be established only in accordance with the teachings of the Holy Prophet ﷺ. Foreign relations and policy must also be formulated in accordance with Islamic principles in order to spread Islamic teachings effectively.

Key words: Islam, Dawha, Delegations, companions, relations

تمہید

لوگوں کے آپس میں تعلقات کو قائم رکھنے کے لیے ملاقاتیں اور خیر و احوال معلوم کرنے کے لیے سفر کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح بادشاہوں کے پاس یا امراء کے پاس مختلف قسم کے معاہدات کرنے اور معاملات طے کرنے کے لیے چند لوگ متعین کیے جاتے ہیں۔ یہ افراد پورے ملک یا علاقہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ دور جدید میں بھی وفود کی اہمیت مسلمہ ہے۔ آج بھی دنیا بھر کے تمام ممالک دیگر ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط کرنے اور معیشت کے استحکام سمیت دیگر مسائل کے حل کے لیے وفود ہی بھیجتے ہیں۔ تاریخ میں کبھی بھی وفود کی اہمیت کم نہ ہوئی ہے۔ بلکہ آج کے اس جدید ٹیکنالوجی دور میں بھی وفود کی اہمیت مسلمہ ہے۔ بڑے سے بڑے مسائل بھی وفود بھیج کر حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جبکہ دیگر ہر طرح کے معاملات کی یکسوئی کے لیے وفود کی سطح پر مذاکرات کیے جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے پاس بھی بے شمار وفود مختلف اغراض و مقاصد کی غرض سے حاضر ہوتے رہے۔ کوئی وفد امان کی غرض سے آیا تو کوئی قبول اسلام کی غرض سے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر

ہوا۔ لہٰذا وفود کی اس مسلمہ حقیقت کے پیش نظر اس کی قدر تفصیل سے وضاحت ضروری ہے۔ سب سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ وفد سے کیا مراد ہے؟ یہ کون لوگ ہوتے ہیں؟ اور ان کے مقاصد کیا ہوتے ہیں؟ اس لیے وفد کا معنیٰ جاننا بہت ضروری ہے۔

وفد حبشہ (ہجرت حبشہ اولیٰ)

حبشہ کا اجمالی تعارف

حبشہ عربی زبانی کے مادے "ح ب ش" سے مشتق ہے۔ اس مادے کے متعدد معانی میں سے زیادہ استعمال ہونے والا معنیٰ "ایک دوسرے سے ملنا یا جمع ہونا" اس حوالے سے حبشی اقوام کو حبشی کہنے کی وجہ تسمیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابن منظور لکھتے ہیں: حبش الشئ سے مراد کسی چیز کا مل جانا یا اس کا جمع ہونا۔ احابیش سے مراد ایسے لوگوں کی جماعت ہے جو ایک ہی قبیلے کے نہ ہوں۔"[1] حبشی کہلائے جانے کی ایک وجہ یہ بھی ممکن ہے کہ ان اقوام کا جد امجد حبش ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر852ھ نے لکھا ہے کہ "اہل حبش، حبش بن کوش کی اولا ہیں"[2] ڈاکٹر حمید اللہ اس ضمن میں مزید لکھتے ہیں کہ: "حبشی اصل میں یمن سے آئے ہوئے نو آباد کار ہیں۔ حبشہ میں ایک صوبہ "امہرہ" بھی ہے اب اس "مہرہ" سے تعلق قائم کیا جا رہا ہے۔ جو جنوبی عرب میں حضر موت کے مشرق میں ایک بڑا علاقہ ہے۔ لسانیاتی تحقیق نے بھی مہرہ اور امہرہ کی بولیوں میں بڑی قرابت ثابت کر دی ہے۔"[3] صاحب تاریخ ارض القرآن رقمطراز ہیں: "نجاشی حبشی زبان کا لفظ NAGOS سے ماخوذ ہے۔ جسے اہل عرب نے نجاشی کے تلفظ کے ساتھ ادا کیا ہے۔ اس کے معنیٰ بادشاہ کے ہیں"[4] شرح المواہب اللدنیہ میں لفظ نجاشی کے بارے درج ہے۔ "عربی زبان میں نجاشی کے لفظ کو نون کی زبر اور جیم کی شد کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ جیسے نَجّاشی، نَجَاشی، نِجَاشی، نِجّاشی"[5] حافظ ابن حجر852ھ لکھتے ہیں:

> " قدیم زمانے میں حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی ہوتا تھا۔ جب کہ ابن کثیر774ھ اور ابن اسحاق 151ھ مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دورِ رسالت میں جس طرح ایران کے بادشاہ کو کسریٰ، مصر کے شہنشاہوں کو مقوقس، شام کے بادشاہوں کو قیصر اور روم کے بادشاہوں کو ہرقل کہا جاتا تھا، اسی طرح حبشہ کے حکمرانوں کا لقب نجاشی تھا"[6]

صحابہ کرام ہجرت کر کے جس نجاشی کے پاس گئے تھے اس کے نام میں اختلاف ہے۔ امام بیہقی م458ھ نے ابن اسحاق 151ھ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اس کا نام "مصحمہ" تھا[7]۔ زرقانی م1122ھ نے بھی ایک قول نقل کیا ہے کہ اس کا نام "مکحول بن صصہ"[8] تھا۔ لیکن مشہور قول یہی ہے کہ اس نجاشی کا نام "اصحمہ" تھا جس کی تائید صحیح بخاری میں سیدنا جابر سے مروی فرمان رسول کریم ﷺ کے درج ذیل الفاظ سے بھی ہوتی ہے: "مَاتَ اليَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ، فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَى أَخِيكُمْ أَصْحَمَةَ۔[9]" آج کے دن ایک نیک آدمی وفات پا گیا ہے پس کھڑے ہو جاو اور اپنے بھائی اصحمہ پر (جنازے کی) نماز پڑھو۔ صاحب "رسول رحمت" رقمطراز ہیں: "اصحمہ نجاشی آریوسی مسیحیوں سے تھا۔ جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وحدت فطرت کے قائل تھے۔ تثلیث کے قائلوں کی طرح یہ نہیں مانتے تھے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام میں دو فطرتیں جمع تھیں۔ ایک عبدیت کی اور دوسری الوہیت کی"[10]

اصحمہ نجاشی ایک عادل حکمران تھا جس کے بارے میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجروں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا:" لو خرجتم الی الارض الحبشه فان بها ملكا لا يظلم احد عنده"[11] اگر تم سے ہو سکے تو حبشہ کی سرزمین کی طرف چلے جاو کیونکہ وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے پاس کوئی ظلم نہیں کرتا۔

حضرت محمد ﷺ کی دعوت اسلام سے جب دین حق روز بروز پھلنے پھولنے لگا اور حضرت حمزہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسی جلیل القدر ہستیاں بھی ایمان لے آئیں تو اسلام کو زبردست تقویت ملی لیکن جیسے جیسے اسلام غرباء اور کمزوروں سے بڑھ کر ان معززین میں پھیلا قریش کی مخالفت اسی قدر تیز ہوتی گئی۔ اب انہوں نے غریب مسلمانوں کو مشق ستم بنایا جیسے مسلمان تو اسلام کی خاطر برداشت کرتے رہے لیکن آنحضرت ﷺ ان بے گناہوں پر ظلم وستم برداشت نہ کر سکے اور مسلمانوں کو سکون کی خاطر حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا جو ایک مسیحی ملک تھا۔ یہاں کا بادشاہ نجاشی رحم دل تھا۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے مسلمانوں نے سکون کی خاطر نبوت کے پانچویں سال ہجرت کی جس میں 11 مرد اور 4 عورتیں شامل تھیں۔[12]

دوسری ہجرت حبشہ

پہلی ہجرت حبشہ کے بعد مشرکین مکہ کی بے اطمینانی اور بڑھ گئی اُن سے کسی پل مسلمانوں کا سکون ہضم نہیں ہوتا تھا۔ اور ہر حال میں اس امن کو فساد میں بدل دینا چاہتے تھے۔ ایک افواہ پھیلی کہ مکہ کے حالات درست ہو گے ہیں تو مسلمان حبشہ سے واپس آگے دوبارہ تکالیف حد سے بڑھنے لگیں تو اس لیے آنحضرت ﷺ نے دوبارہ ہجرت حبشہ کی اجازت دے دی، مگر اس مرتبہ پہلی ہجرت کی طرح آسانی سے قافلہ چلا جانا دشوار تھا، کفار نے سخت مزاحمت کی، طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالنا شروع کیں، تاہم تراسی (83) مرد اور بیس (20) عورتوں کا قافلہ کسی نہ کسی طرح حبشہ روانہ ہو گیا۔ اس ہجرت میں مرد تراسی (83)، گیارہ (11) قریشی عورتیں اور سات (7) اجنبی تھیں۔ مہاجرین نجاشی کے پاس اچھے پڑوس میں رہے۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ کے بارے میں سنا تو ان میں تینتیس (33) مرد اور آٹھ (8) خواتین واپس لوٹ آئے۔[13]

حضرت مصعب بن عمیر مدینہ میں

آپؓ نام ونسب "مصعبابن عُمَيْرِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ عبد الدار بنقصي" ہے۔ کنیت "ابو محمد" اور لقب "مصعب الخیر" ہے۔[14] ابتدائی تبلیغی مساعی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اَرقمؓ کے مکان کو تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اَجمعین جمع ہوتے تھے۔ دعوتِ اسلام کی خبر جب حضرت مصعبؓ بن عمیر کو پہنچی تو آپؓ دارِاَرقم میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گے۔ اپنی والدہ اور قوم کے خوف سے اسلام چھپائے رکھا۔[15] آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی سے سلیقہ شعار بنایا تھا۔ ان کے والدین انتہائی مالدار تھے، جنہوں نے اپنے بیٹے کو ناز ونعم میں پالا اور اچھی تربیت بھی کر رکھی تھی۔ اسلام قبول کرنے سے قبل ہی آپؓ کا شمار مکہ کے خوبصورت نوجوانوں میں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ بھی آپؓ کے لباس، حلیہ اور سلیقہ شعاری کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ جس کی تعریف دوجہاں کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں اُس کی عظمت کا کیا کہنا:"وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُهُ وَيَقُولُ: مَا رَأَيْتُ بِمَكَّةَ أَحْسَنَ لِمَّةً، وَلا أَرَقَّ حُلَّةً، وَلا أَنْعَمَ نِعْمَةً مِنْ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ[16]" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن (مصعبؓ) کا ذکر کرتے تو فرماتے: میں نے مکہ میں خوبصورت ترین زلفوں والا، نفیس لباس والا اور ناز ونعم والا مصعب بن عمیرؓ کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا۔

یثرب کی طرف بنی مخزوم کے وفد کی روانگی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا دوسرے صحابہ جو ہجرت کے لیے نکلتے تھے وہ فتنہ میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ کفار کو ان کی ہجرت کا علم ہو تا تو انہیں گرفتار کر لیتے تھے۔ اور اس بات کی بھی کوشش کرتے تھے کہ مدینہ سے ان کو کسی حیلے سے مکہ لا کر قید کر دیں۔ چنانچہ حضرت ہشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا۔ حضرت عیاش بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تینوں نے ایک ساتھ ہجرت کا ارادہ کیا اور ان میں یہ بات قرار پائی کہ بنی غفار کے تالاب کے پاس "مقام تناضب" میں جمع ہو جائیں۔ ہم میں سے جو بھی صبح کو وہاں نہیں پہنچے گا تو سمجھ لیا جائے گا کہ وہ گرفتار ہو گیا۔ اس لیے بغیر انتظار کے پہنچ جانے والے روانہ ہو جائیں گے۔ صبح کو حضرت عمر فاروق اور حضرت عیاش بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پہنچ گے اور حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گے جنہیں ایک گھر میں بیڑی پہنا کر قید کر لیا گیا۔[17] جب یہ دونوں حضرات مدینہ پہنچ کر قباء میں اتر چکے تو حضرت عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ابو جہل اور اس کا بھائی حارث پہنچے۔ تینوں کی ماں ایک تھی۔ ان دونوں نے حضرت عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تمہاری ماں نے نذر مانی ہے کہ جب تک وہ تمہیں نہیں دیکھ لے گی، سر میں کنگھی نہ کرے گی اور دھوپ چھوڑ کر سائے میں نہ آئے گی۔[18]

وفد عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک "عمرو بْن عبسة بْن عَامِر بْن خَالِد السُّلَمِيّ" ہے[19]۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جاہلیت میں ہی بتوں کی پوجا سے بیزار تھا۔ میں کسی کی تلاش میں تھا کہ تیماء کے ایک فرد نے مجھے بتایا کہ جس بات سے تم نفرت کرتے ہو اس بات سے مکہ میں ایک فرد بھی منع کرتا ہے، میں نے اپنا رخت سفر مکہ کی طرف باندھ لیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ جسکے بارے علامہ بلاذری فرماتے ہیں:

> آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں زمانہ جاہلیت میں ہی اپنی قوم کے معبودوں سے بیزار تھا، میں تیماء کے کسی فرد سے ملا، میں نے اسے کہا کہ میں ان افراد میں ہوں جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ قوم میں سے ایک فرد کو عزت دی جاتی ہے اورر وہ چار پتھر لاتا ہے تین کو ہانڈی میں ڈال کر انہیں پیارا بناتا ہے پھر ان کی پوجا کرتے ہیں، پھر اگر ان سے بھی اچھا کوئی مل جاتا ہے تو پرانے کی پوجا چھوڑ دیتے ہیں اور نئے کو پوجنا شروع کر دیتے ہیں، میرا خیال یہ ہے کہ پتھر کوئی نفع و نقصان نہیں دے سکتے، مجھے اس سے بہتر دین کی طرف رہنمائی کرو۔[20]

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کی ابتداء ہی میں مکہ مکرمہ تشریف لے آئے۔ آپ بتوں کی پوجا سے بیزار تھے اور اسلام کے بارے میں سنتے ہی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔[21] آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا، مگر یہ بات معلوم ہوئی کہ ان سے رات کے وقت کعبہ شریف میں ملاقات ہو سکتی ہے۔ میں کعبہ شریف میں رک گیا اور رات کو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف مل گیا۔[22] جب اپنے دل کی باتیں کر لیں۔ اپنی دل کی آتش کو بجالیا۔ جس چیز کی طلب کے لیے راہ عشق کے مسافر بنے تھے وہ گوہر مطلوب مل گیا تو اب کس بات کی دیر تھی فوراً ایک اللہ کو مانتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت فرمالی اور حلقہ بگوش اسلام ہو گے۔[23]

وفد طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نواحِ یمن میں قبیلہ دوس آباد تھا۔ اس قبیلہ کا سردار طفیل بن عمرو کاروسا یمن میں شمار ہوتا تھا۔ طفیل علم و دانش مندی کے علاوہ بہت مشہور اور زبردست شاعر تھا۔ طفیل بن عمرو دوسی شریف النفس، عمدہ اخلاق کے مالک اور بہت مہمان نواز بھی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریف النفس، مشہور شاعر اور مہمان نواز تھے۔"كَانَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدوسي رجلا شريفا شاعرا مليئا كَثِيرَ الضِّيَافَةِ"[24] حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ شریف النفس آدمی، اچھے شاعر اور مہمان نواز تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں تشریف لائے تو اہلیانِ مکہ نے نصیحت کی کہ یہاں ایک فرد ہے جو اسلام کی دعوت دیتا ہے جو بھی اس سے ملاقات کرتا ہے اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اس کے جادو سے محفوظ رہنا اور ممکن حد تک اس سے دور ہی رہنا ہے۔ لیکن جس کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت لکھ دی ہو تو دشمن کی ہزار ہا نصیحتوں کے باوجود وہ اس راہ پر چل ہی پڑتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔[25] آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کی گفتگو سننے کے بعد کانوں میں روئی ڈال دی تھی۔ مگر جب چاشنی ہو اسلام کی، اور تلاوت ہو قرآن مجید کی تو ہر شخص چوکنا ہو جاتا ہے اور اس کی حلاوت سے مزہ لیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی ہوا۔[26] پھر فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگا اور فراغت کے بعد ان کے پیچھے پیچھے ان کے گھر میں داخل ہو گیا اور قریش کے زعماء نے جو نصیحت کی تھی وہ بتائی اس کے بعد مجھ پر اسلام پیش کیا۔[27] قریش کی انتہائی کوشش کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو پھیلانے کا وعدہ فرمایا ہوا تھا تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا کہ انسان کی جھوٹی تدبیر کام آجائے اور اللہ کی تدبیر کارگر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے دل کو پھیر دیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادھر ہی اسلام قبول کر لیا۔[28] جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ سے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے قبیلہ میں تشریف لے گے تو وہاں پر اسلام کی دعوت دینی شروع کی۔ چند افراد نے اسلام قبول کیا اور بقیہ قوم برائیوں میں مبتلاء رہی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنی قوم کے لیے بد دعا کی درخواست کی۔[29]

وفد بنو غفار

بنو غفار کا ماؤی و مسکن مدینہ سے اسی میل کے فاصلے پر بدر کے نواح میں تھا۔ اس کے قریب وہ کاروانی راستہ واقع تھا جو مکہ کو شام فلسطین سے ملاتا تھا۔ اس قبیلے کے بہت سے لوگوں نے رہزنی اور قزاقی کو اپنا پیشہ بنا رکھا تھا۔ وہ نہ صرف مکہ اور شام کے درمیان آنے جانے والے قافلوں کو لوٹ لیتے تھے بلکہ ارد گرد کے قبائل کو بھی اپنی حرکتوں کا نشانہ بناتے رہتے تھے۔ جب حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں کوئی شخص ہے جو کہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی کو بھیجا کہ جا کر حالات معلوم کریں کہ کون ہیں وہ شخصیت، جو کہ ایک اللہ کو ماننے کا اعلان کر رہے ہیں۔[30] جب اپنے بھائی کی بات سنی تو شرف ملاقات کا بہت شوق پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی ایسے افراد کے دلوں میں اسلام کی محبت ڈال دی۔ یہ افراد محبت اسلام میں سرشار ہو کر اس کے گرویدہ ہونے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت اللہ شریف میں حاضر ہوئے وہاں ان کا کوئی جاننے والا نہ تھا اس لیے بالکل خاموشی اختیار کیے رکھی۔ تیسرے دن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجنبی سمجھ کر پوچھا کہ کون ہو اور کیوں آئے تو جواب دیا یہاں سے زندگی کی نئی راہ نکلتی ہے اور منزل مراد تک پہنچنے تک کا راستہ آسان ہو جاتا ہے۔[31] آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہنمائی کے ساتھ بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔[32]

وفدِ نصاریٰ نجران

نجران کے نصاریٰ کے دو وفد بارگاہ رسالت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میں حاضر ہوئے۔ ایک ہجرت سے قبل سات نبوی کو اور دوسرا فتح مکہ کے بعد حاضر ہوا۔[33] جب وفد نجران رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضری اور ملاقات سے فارغ ہوا تو قریش کے زعماء نے ابو جہل کی سرکردگی میں بات کرنی شروع کی اور ان کو برا بھلا کہا تو وفد نجران سے کہا کہ تم اپنا کام کرو۔[34]

وفدِ ہمدان کی بارگاہ رسالت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میں حاضری

ہمدان کے دو وفد بارگاہ رسالت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میں حاضر ہوئے ایک مکہ میں ہجرت سے قبل ملاقات ہوئی۔ دوسرا نو ہجری کو فتح مکہ کے بعد حاضر ہوا۔ یہاں ہجرت مدینہ سے قبل کے وفد کے بارے میں بات ہو گی۔ جب اہل ہمدان نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ظہور کا سنا تو انہوں نے قیس بن مالک کو اپنا نائب بنا کر مکہ بھیجا اور رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے ملاقات کر کے حق کو پہچان لیا، اپنے اسلام کا اعلان کیا اور اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کر لی۔[35] قیس بن مالک بن سعد بن ارحی کے قبول اسلام اور اپنے قبیلے کی طرف سے بیعت کے بعد ہمدان کے افراد میں بھی اسلام کی اشاعت کا آغاز ہو گیا۔ اور اسی کے نتیجہ میں ہمدان کا دوسرا وفد فتح مکہ کے بعد نو ہجری میں بارگاہ رسالت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میں پیش ہوا۔ معلوم ہوا قیس بن مالک بن سعد بن ارحی کی وجہ سے ہمدان کے قبیلہ میں اسلام کی اشاعت ہونے لگی اور یوں ایک فرد اپنے سارے قبیلے کے قبول اسلام کا سبب بنا۔ قیس بن مالک نے ایک ادارے کا کام کیا۔ اور دعوت دین کا کام نہایت خوش اُسلوبی سے سرانجام دیا۔ قیس بن مالک حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے حکم پر اپنی قوم میں گئے تھے۔

وفد ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کتاب "وفود عرف بارگاہ نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم" میں ہے۔ "بنو اشعر یا اشعر یین یمن کا ایک نہایت معزز قبیلہ تھا۔ اس کے مورث اعلیٰ کا نام اشعر تھا۔ (اس کا اصل نام تو کچھ اور تھا۔ لیکن ولادت کے وقت جسم پر بالوں کی کثرت کی وجہ سے اشعر مشہور ہو گیا)۔ چنانچہ اس کی اولاد نے بھی اشعر یین کے نام سے شہرت پائی۔ جلیل القدر صحابی حضرت ابو موسیٰ اشعری اسی قبیلہ سے تھے۔"[36] حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ہاتھ پر اسلام قبول فرمایا۔ اس کے بعد ہجرت حبشہ بھی فرمائی اور اپنے قبیلے میں واپس چلے گے۔ جس کے بارے میں سیر اعلام النبلاء میں ہے۔ "أَسْلَمَ أَبُو مُوْسَى بِمَكَّةَ, وَهَاجَرَ إِلَى الحَبَشَةِ[37]" ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں مسلمان ہوئے اور ہجرت حبشہ فرمائی۔ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے جنت میں داخلہ کی خصوصی دعا فرمائی۔ "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللهِ بنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ, وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ القِيَامَةِ مُدْخَلاً كَرِيْماً[38]" اے اللہ! عبد اللہ بن قیس کے گناہوں کی مغفرت فرما، اور انہیں قیامت کے دن عمدہ جگہ عطا فرما۔

وفد ابو الحیسر انس بن رافع

ابو الحیسر انس بن رافع مدینہ سے مکہ تشریف لایا اس کے ساتھ بنو عبد الاشہل کا نوجوان بھی تھا۔ اس کے علاوہ ایاس بن معاذ بھی تھے، مکہ میں جب نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ظہور کی خبر سنی تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گے۔[39]

وفد عقبہ اولیٰ

مکہ اور طائف کے مشرکوں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو دل برداشتہ کر دیا تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے تبلیغ اسلام کا ایک نیا باب کھول دیا۔ یثرب سے ہر سال لوگ حج کرنے مکہ آیا کرتے تھے۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ وہ یہودیوں سے

ایک نئے نبی کے آنے کی پیشن گوئیاں سنتے رہتے تھے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ یہ وہی رسول ہیں۔ قبیلہ خزرج کے چھ آدمی مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے واپس جا کر اسلام کا پیغام دوسرے لوگوں تک پہنچایا۔[40] دوسرے سال حج کے موسم میں بارہ افراد نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر منیٰ کی اسی گھاٹی میں چھپ کر بیعت کی۔ یہ بارہ نبوی کا واقعہ ہے۔ بیعت اس جگہ لی گئی جہاں اب مسجد عقبہ ہے۔ اسے بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں۔[41]

وفد عقبہ ثانیہ

بیعت عقبہ ثانیہ مدینہ منورہ سے اسلام قبول کرنے کے لیے آنے والے وفد کا نام ہے۔ تیرہ نبوی میں حج کے موقعہ پر مدینہ منورہ کے بہتر افراد نے منیٰ کی اسی گھاٹی عقبہ کے مقام پر اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اسے بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں۔[42] مدینہ کے مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی۔[43]

وفود کی دعوتی خدمات

دعوت الی اللہ کا حکم

رسول اکرم ﷺ نے سب سے اولین لوگوں کو ایک اللہ کی طرف دعوت دیں اور دیگر معبودوں کی پوجا اور عبادت سے منع فرمایا۔ اس بات کو واضح کیا کہ کائنات کو بنانے والی ایک ہی ذات ہے جس کے قبضہ قدرت میں جہاں کی بادشاہی ہے۔ جتنے بھی افراد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے انہیں سب سے پہلے ایک کلمہ کی دعوت دی جاتی اور اسی کلمہ کے پرچار پر زور بھی دیا جاتا، تمام وفود کو بھی یہی درس دیا جاتا کہ اللہ ایک ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ جس طرح حضرت طفیل بن عمرو دوسی فرماتے ہیں: "فَأَسْلَمْتُ وَشَهِدْتُ شَهَادَةَ الْحَقِّ[44]" پس میں نے اسلام قبول کیا اور اللہ کے ایک ہونے کی گواہی دی۔

دعوت اسلام کے قریبی رشتہ داروں کو چھوڑ دینا

اہلیانِ اسلام جب رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کر لیتے تو پھر کسی بات کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اپنے قریبی رشتہ داروں اور تعلق داروں کو بھی چھوڑ دیتے تھے۔ جس طرح کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بڑے ناز نعم میں پلے تھے، نے بھی اسلام کی خاطر اپنے والدین کو چھوڑ دیا: امام بلاذریؒ آپؓ کی مکی زندگی کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے شاندار الفاظ نقل فرماتے ہیں: "الْحَمْدُ لِلَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا وَمَا بِمَكَّةَ فَتًى مِنْ قُرَيْشٍ أَنْعَمَ عِنْدَ أَبَوَيْهِ نَعِيمًا مِنْهُ، ثُمَّ أَخْرَجَتْهُ عَنْ ذَلِكَ الرَّغْبَةُ فِي الْخَيْرِ، وَحُبُّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ"[45] سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، میں نے دیکھا کہ مکہ میں ان سے بڑھ کر کوئی نوجوان بھی اپنے والدین کے ہاں ناز و نعمت والا نہیں تھا۔ پھر نیکی کی رغبت اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت نے انہیں اُس (ناز و نعمت) سے نکال دیا۔ مکی دور نبوت میں اسلام کو پھیلانے میں آپؓ کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی تعلیم کے لیے آپؓ کو خصوصی طور پر منتخب فرمایا۔ جب آپؓ مدینہ سے مکہ تشریف لاتے ہیں تو ان کی والدہ کو معلوم ہوتا ہے کہ میرا بیٹا مکہ آیا ہے۔ پیغام بھیج کر کہتی ہے کہ میرا بیٹا ہو کر مکہ آ کر سب سے پہلے مجھے نہ ملے؟ تو نے میرے ناز و نعم کو بھلا دیا۔ آپؓ نے اعلیٰ جواب دیا۔ یہ محبت رسول ﷺ کا تقاضا اور تربیت تھی: "ما كنتُ لأبدأ بأحد قَبْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"[46] میں رسول اللہ ﷺ سے پہلے کسی سے (ملاقات کی) ابتداء نہیں کر سکتا۔ پھر ماں سے ملاقات ہوتی ہے۔ والدہ کہتی ہے کہ تمہیں حبشہ اور یثرب کی ہجرت نے ماں کے ناز و نعم کو بھلا دیا۔ جب رونے لگی تو آپؓ نے

اپنی والدہ کو اسلام کو دعوت دی مگر والدہ نے انکار کر دیا: "فَدعاهَا إلى الإسلامِ، فَقالَت: وَالثَّواقِبُ لَا دخلتُ فِي دينكَ"[47] آپؓ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ کہنے لگی ! بُرا ہو، میں تمہارے دین میں داخل نہیں ہوتی۔

اسلام کے لیے تکالیف برداشت کرنا

آپؓ جب اسلام قبول کرتے ہیں تو ابتداءً خاموشی اختیار کرتے ہیں مگر عثمان بن طلحہ کے ذریعے ان کی والدہ کو خبر ہو جاتی ہے تو ان کی والدہ بال بکھیرے ہوئے گھر سے باہر آجاتی ہے، قسم اٹھاتی ہے کہ جب تک اسلام ترک نہیں کر دیتے اس وقت تک دوپٹہ نہ کرے گی، سائے میں نہیں بیٹھے گی، نہ تیل لگائے گی، کچھ کھائے پیئے گی بھی نہیں۔ ان کا بھائی انہیں پکڑ لیتا ہے: "وَجَاءَ أَخُوهُ فَأَخَذَهُ فَحَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ مَحْبُوسًا حَتَّى تَخَلَّصَ، وَخَرَجَ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فِي الْهِجْرَةِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةِ"[48] ان کا بھائی انہیں پکڑ کر قید کر لیتا ہے، آپؓ کسی طرح رہا ہوتے ہیں اور حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کرتے ہیں۔

وفود یثرب کو دعوت الی اللہ

جب یثرب کے وفود بارگاہ رسالت ﷺ میں تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھی ایک اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی اور اس بات کا حکم دیا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا: "عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ باللَّه شَيْئًا[49]" اس پر کہ کسی چیز کو اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

دعوت پر ایمان صادق

اہل یثرب کو دیکھا جائے تو انہوں نے بیعت عقبہ اولیٰ سے قبل ہی جن افراد کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی انہوں نے سچے دل سے اس کو قبول کیا اور اپنے قبیلہ میں جا کر اس کی تبلیغ کی۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے سال بارہ (۱۲) افراد پر مشتمل قافلہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ اب اس قافلہ نے بیعت عقبہ اولیٰ میں ایمان کا وعدہ کیا اور ایک اللہ کی طرف بلانے کا وعدہ کیا تو اس کو وفا کر دیا اور اگلے برس بہتر (۷۲) افراد کا قافلہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ یہ ان کے سچے دل سے قبولیت اسلام کی مثال ہے۔

دعوت میں حکمت اختیار کرنا

جب مدینہ کا پہلا قافلہ رسول اللہ ﷺ سے ملا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا قبیلہ ہے ہم ان سے مشورہ کر کے ہی اس بارے میں آپ ﷺ کو جواب دے سکتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے قطعاً زبردستی نہ فرمائی کہ اسی سال اسلام قبول کر کے اپنے قبائل میں جائیں بلکہ صبر و تحمل کے ساتھ انہیں اگلے برس آنے کا موقع دیا۔ وہ باقاعدہ پروگرام کے تحت حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر کے اپنے قبائل میں اسلام کی اشاعت شروع کر دی۔ اس کے بہترین نتائج سامنے آئے کہ تقریباً مدینہ کے ہر گھر میں اسلام کا پیغام پہنچ گیا اور ہجرت مدینہ سے قبل ہی ایسا ماحول ترتیب دیا جا چکا تھا کہ مسلمانوں کو مدینہ میں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

دعوت میں اخلاص الی اللہ کا ہونا

ان حضرات میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی دعوت کا خلوص اس طرح بھر دیا تھا کہ انہوں نے دن رات محنت کر کے اپنے اپنے قبائل اور اپنے گھرانوں کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور ایک اللہ کو ماننے پر انہیں راغب کر دیا۔ اور انہیں بتایا کہ جنت کا راستہ اسلام کے ساتھ خلوص میں ہی ہے: "قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ فَارَقَ الدُّنْيَا عَلَى الْإِخْلَاصِ لِلَّهِ وَحْدَهُ، وَعِبَادَتِهِ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ[50]"

رسول اللہ ﷺ کی حمایت کا اعلان

بیعت عقبہ ثانیہ میں جب اہلیانِ یثرب نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے مدینہ ہجرت کی دعوت دی تو ساتھ یہ بھی اعلان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مکمل حمایت کریں گے اور دین اسلام کی بھرپور مدد کریں گے:"وَالنَّصْرِ لِنَبِيِّهِ، وَإِعْزَازِ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ[51]" اپنے نبی ﷺ کی مدد اور اسلام و اہلیانِ اسلام کی عزت کا وعدہ کیا۔

عدل و احسان کی دعوت

رسول اللہ ﷺ لوگوں کو عدل و احسان کی دعوت دیتے۔ مکہ کے اندر بھی اس بات کو پھیلایا اور اس سے باہر بھی اس کی بھرپور دعوت دی۔ باہر سے بھی جو لوگ آتے انہیں اچھائی کرنے اور عدل و احسان کا درس ہی دیا جاتا:"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ[52]" بے شک اللہ تعالیٰ عدل ،احسان، رشتہ داروں کو دینے اور فحش، منکر اور بغاوت سے رکنے کا حکم دیتا ہے۔ تمہیں وعظ فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نجاشی کے دربار میں عدل و احسان کا اعلان: جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجاشی کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کی صفات بیان کرتے ہیں۔ کیوں کہ بادشاہ کو اس بات کا علم نہ تھا کہ کون سے نبی ہیں اور کیا دعوت دیتے ہیں؟ اس لیے بادشاہ نے گفتگو کا موقع دیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھرپور انداز میں اسلام کو بیان کیا اور رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و اوصاف کو بیان کیا:"وَأَمَرَنَا بِصِدْقِ الْحَدِيثِ، وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، وَصِلَةِ الرَّحِمِ، وَحُسْنِ الْجِوَارِ[53]" اور ہمیں سچائی، امانت کی ادائیگی، صلہ رحمی اور پڑوسیوں سے اچھے اخلاق کا حکم دیا۔ یعنی آپ ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو یہ درس دیا کہ جہاں بھی ہو جس مقام پر بھی ہو مگر اسلام کی اخلاقی تعلیمات کو کبھی بھی پس پردہ نہیں ڈالنا۔ یہی تعلیمات اسلام کی عظمت ہیں۔

پہلے اپنے گھر سے دعوت کا آغاز

رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے اپنے گھر سے دعوت و تبلیغ کا آغاز فرمایا۔ اگر گھر والے ساتھ ہوں تو انسان بآسانی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکتا ہے۔ اس لیے جتنے افراد بھی بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوتے انہیں اس بات کا درس ملتا کہ اپنے گھر والوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کروایا جائے۔ چاہے مکہ کے وفود ہوں یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اَجمعین ہوں یا دیگر علاقوں سے تشریف لانے والے حضرات ہوں سب کو اس بات 9 کا درس دیا جاتا کہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیں جیسا کہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی اور ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے قبائل میں واپس تشریف لے جانے کا حکم دیا:"يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي امْرُؤٌ مُطَاعٌ فِي قومي وأنا راجع إليهم فداعيهم إِلَى الإِسْلامِ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَكُونَ لِي عَوْنًا عَلَيْهِمْ فِيمَا أَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ[54]" اے اللہ کے نبی میں اپنی قوم کا سردار ہوں، میں ان کی طرف چلا جاتا ہوں اور انہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اللہ سے دعا کریں کہ ان کے لیے میرے پاس کوئی نشانی بن جائے تاکہ اس کے ساتھ انہیں دعوت دوں۔

دعوت دین میں خطرات کا سامنا

دعوتِ اسلام کوئی آسان عمل نہ ہے بلکہ اس میں ایسے لوگوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو کہ کسی ایک راستے پر چل رہے ہوتے ہیں ۔ ان کو ایک راہ سے دوسری راہ پر لگانا بہت مشکل امر ہے مگر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اَجمعین نے تمام

خطرات کو برداشت کیا اور ان کا مقابلہ بھی کیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ[55]" کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور جب تمہارے پاس بھی وہ چیز آئی جو تم سے پہلے لوگوں پر آئی تھی تو ان کو سختی مصیبت اور زلزلہ نے گھیر لیا، یہاں تک کہ رسول نے اپنے پیروکاروں کو کہا کہ مدد کب پہنچے گی تو فرمایا کہ بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔ حضرت مصعب بن عمیر، عمار بن یاسر، سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی ایسی کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر انہوں نے اسلام کی خاطر اپنی جان قربان کرنا گوارا کی اس کو چھوڑنا قطعاً پسند نہ کیا۔

خلاصہ بحث

رسول اللہ ﷺ نے بہترین حکمت عملی اور تدبر سے کام لیا۔ اور مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے اپنی تبلیغی مساعی کو مخصوص منہج و اسلوب پر جاری رکھا۔ وہی منہج و اسلوب آپ ﷺ کی کامیابی کی اساس اور بنیاد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو اچھائی کی طرف دعوت اور رہنمائی کے طریقے بیان فرما دیئے۔ دعوتِ اسلام دینے میں کچھ اصول وضوابط بھی مقرر فرمائے جو کہ انتہائی کارآمد ہیں۔ یہی اصول و قواعد ہی اس کام کے لیے مؤثر ہو سکتے ہیں۔ جو بھی حضرات مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرتے تھے وہ کسی نہ کسی طریقہ سے دعوت دین میں محو رہتے تھے۔ ہجرت حبشہ کے وفود ہوں یا دیگر ممالک سے مکہ میں تشریف لانے والے حضرات ہوں، سب کو ایک ہی بات کا درس دیا جاتا تھا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اس کے ساتھ عدل و احسان کرو برائیوں سے اجتناب کرو۔ اہلیانِ مکہ چونکہ کے ہمہ وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اس لیے وہ زیادہ سے زیادہ آداب سیکھ لیتے تھے۔ ان آداب کے پیش نظر ہی وہ کسی کی اسلام کی طرف مدد کرتے تھے۔ اس کے علاوہ دیگر علاقوں سے تشریف لانے والے حضرات کو چند ابتدائی امور سکھلائے جاتے تھے جو کہ ان کے لیے رہنماء اصول ہوتے تھے۔ انہیں اس بات کا پیغام دیا جاتا کہ ہر حال میں صبر و استقامت کا دامن نہ چھوڑنا۔ کیوں کہ اسلام کی اشاعت میں تکالیف کا برداشت کرنا ایک ضروری امر ہے۔

References

[1] Ibn-e-Manzur al-Afriqi, *Lisan al-Arab* (Beirut: Dar Sadar, 1414 AH), 6: 278.

[2] Al-Asqlani, Ahmed bin Hajar, *Fatah ul Bari Sharah Sai Ul Bukhari* (Beirut: Dar ul Mahrafha, 1379 AH), 6: 553.

[3] Dr. Muhammad Hameed Ullah, *Rasool Akram ki Siasi Zindgi* (Karachi: Dar-ul-Ishat, 1978), 116.

[4] Nadvi, Syed Sluman, *Tareekh-e-Arz-ul-Qurna*, (Karachi: Majlas-e-Nashryat-e-Islam), 1: 299.

[5]Al-Zurqani, Muhammab Bin Abdul Baqi, *Sarah-ul-Muwahib-ul-Ladunia*, (Beirut: Dar-ul-Kutub Al- Ilmia, 1460 AH), 1: 506.

[6] Al-Asqlani, *Fatah ul Bari Sharah Sai Ul Bukhari* , 6:187.

[7] Al-Bahiqi, Ahmed-Bin-Hussain, *Dlail un Nabwha wa Mahrafaha-tu- Ahwal Sahiab ul Shariah,* (Beirut: Dar-ul- Kutub Al- Ilmia, 1405 AH), 2: 301.

[8] Al-Zurqani, *Sarah-ul-Muwahib-ul-Ladunia*, 1: 501.

[9] Bukhari, Muhammad Bin Ismail, *Al-Jamay Al-Sahih*, (Misar: Dar ul Tooq un Nijaha, 1437 AH), 5: 51.

[10] Mehr Ghulam Rasool, *Rasool-e-Rehmat*, (Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons), 24.

[11] . Al-Bahiqi,*Dlail un Nabwha wa Mahrafaha-tu- Ahwal Sahiab ul Shariah,* 2: 285.

[12] Ibn-e-Aseer, Muhammad Bin Al-Karam, *Al-Kamil Fi-al-Tareekh*, (Beirut: Dar-ul-Kutub Al- Ilmia, 1438 AH), 1: 673.

[13] Ibn-e-Saad, Muhammad Bin Saad,*Al-Tabaqat-ul-Qubraha*, (Madina-Munwaraha: Maktabah –tul- Uloom, 1408 AH), 1: 161.

[14] Ibn-e-Saad, *Al-Tabaqat-ul-Qubraha*, 3:86.

[15] Ibn-e-Saad, *Al-Tabaqat-ul-Qubraha*, 3:86.

[16] Qurtabi, Yousaf-Bin-Abdulah, *Al-Isteeab Fi-Marfahati-AL-Ashab*, (Beirut: Dar-ul-Jeel, 1412 AH), 4: 1473.

[17] Ibn-e-Hasham, Abdul Malik Bin Hasham, *Al-Seerah-Tul-Nabwia-Li-Ibn-e-Hasham,* (Misar: Shirkat-Maktabha, 1437 AH), 1: 474.

[18] Ibn-e-Hasham, *Al-Seerah-Tul-Nabwia-Li-Ibn-e-Hasham,* 1: 474.

[19] Qurtabi, *Al-Isteeab Fi-Marfahati-AL-Ashab*, 3: 1192.

[20] Blazari, Ahmed-Bin-Yahyaha, *Ansab-ul-Ashraaf,* (Beirut: Dar-ul-Fikar, 1440 AH), 13: 333.

[21] Blazari, *Ansab-ul-Ashraaf,* 13: 333.

[22] Ali-Bin-Abi-Al-Karam, *Osad-ul-Ghabaha-Fi-Marfaha-Ti-Sahabaha,* (Beirut: Dar-ul-Kutub Al-Ilmia, 1440 AH), 4: 239.

[23] Blazari, *Ansab-ul-Ashraaf,* 13: 333.

[24] Ibn-e-Saad, *Al-Tabaqat-ul-Qubraha*, 4: 179.

[25] Ibn-e-Saad, *Al-Tabaqat-ul-Qubraha*, 4: 180.

[26] Ibn-e-Saad, *Al-Tabaqat-ul-Qubraha*, 4: 179.

[27] Qurtabi, *Al-Isteeab Fi-Marfahati-AL-Ashab*, 2: 757.

[28] Qurtabi, *Al-Isteeab Fi-Marfahati-AL-Ashab*, 3: 1192.

[29] Bukhari, *Al-Jamay Al-Sahih,Hadith*: 4392, 4: 44.

[30] Bukhari, *Al-Jamay Al-Sahih,Hadith*: 3861, 5: 47.

[31] Zahabi, Muhammad –Bin- Ahmed, *Syer-Ahalam-Un-Nubalah*, (Qairha: Dar-ul-Hadith, 1427 AH), 1: 220.

[32] Zahabi, *Syer-Ahalam-Un-Nubalah*, 1: 220.

[33] Ibn-e-Ishaq, Muhammad Bin Ishaq, *Seeraha-Ibn-e-Ishaq*, (Beirut: Dar-ul-Fikar, 1448 AH), 1: 218.

[34] Ibn-e-Aseer, Ismail-Bin-Umer, *Al-Bidahiya Wa-Nihaya*, (Beirut: Dar-Ikhya-al-Turas-ul-Arbi, 1478 AH), 3: 103.

[35] Ibn-e-Saad, *Al-Tabaqat-ul-Qubraha*, 1: 256.

[36] Talib Hashami, *Wafood-e-Arab Bargha-e-Nabvi Main*, (Lahore: Hira Publi Kashainz Urdu Bazar, 1991), 56.

[37] Talib Hashami, *Wafood-e-Arab Bargha-e-Nabvi Main*, 56.

[38] Zahabi, *Syer-Ahalam-Un-Nubalah*, 4: 40.

[39] Zahabi, *Syer-Ahalam-Un-Nubalah*, 1: 295.

[40] Ibn-e-Aseer, , *Al-Kamil Fi-al-Tareekh*, 1:689.

[41] Ibn-e-Saad, *Al-Tabaqat-ul-Qubraha*, 1: 170.

[42] Ibn-e-Hasham, *Al-Seerah-Tul-Nabwia-Li-Ibn-e-Hasham*, 1: 433.

[43] Ibn-e-Hasham, *Al-Seerah-Tul-Nabwia-Li-Ibn-e-Hasham*, 1: 433.

[44] Ibn-e-Saad, *Al-Tabaqat-ul-Qubraha*, 2: 360.

[45] Blazari, *Ansab-ul-Ashraaf*, 9: 406.

[46] Blazari, *Ansab-ul-Ashraaf*, 9: 408.

[47] Ibn-e-Hasham, *Al-Seerah-Tul-Nabwia-Li-Ibn-e-Hasham*, 1: 433.

[48] Ibn-e-Saad, *Al-Tabaqat-ul-Qubraha*, 1: 170.

[49] Ibn-e-Hasham, *Al-Seerah-Tul-Nabwia-Li-Ibn-e-Hasham*, 1: 433.

[50] Ibn-e-Majaha, Muhammad Bin Yazeed, *Sunan-Ibn-e-Majah*, (Beirut: Dar Ikhya al-Kutub Al-Ilmya) I: 27.

[51] Sohaili, Abdul Rehman Bin Abdullah, *Al-Rouz-Ul-Onaf*, (Beirut: Dar Ikhya al-Turas-ul-Arabi, 1421 AH), 6: 66.

[52] Al-NaKhal 16: 9.

[53] Ibn-e-Hasham, *Al-Seerah-Tul-Nabwia-Li-Ibn-e-Hasham*, I: 336.

[54] Ibn-e-Saad, *Al-Tabaqat-ul-Qubraha*, 4: 79.

[55] Al-Baqraha 2: 214.